

طاہر القادری کے بارے میں ان کے دیرینہ ساتھی

مفتی محمد خان قادری کا

انکشافاتی انٹرویو

انٹرویو لینے والے

☆ محمد نواز کھرل ☆ ملک محبوب الرسول قادری ☆ حافظ محمد یعقوب

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
مجھ سے خاص و عام سب فریاد کرتے رہ گئے
اب مصیبت یہ بنی فریاد آ گیا

مع حاشیہ از حضرت علامہ فریاد علی قادری دامت برکاتہم

محکمہ چڑامنڈی قبرستان روڈ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 0300-5092366



بسم اللہ الرحمن الرحیم

طاہر القادری کے بارے میں ان کے دیرینہ ساتھی

مفتی محمد خان قادری کا انکشافاتی انٹرویو

انٹرویو لینے والے

☆۔ محمد نواز کھرل

☆۔ ملک محبوب الرسول قادری

☆۔ حافظ محمد یعقوب فریدی

مع حاشیہ از حضرت علامہ فریاد علی قادری دامت برکاتہم

الجما ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں میاں آ گیا

مجھ سے خاص و عام سب فریاد کرتے رہ گئے

اب مصیبت یہ بنی فریاد آ گیا

محلہ چڑامندی قبرستان روڈ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

0300-5092366

مفتی محمد خان قادری کا انکشافاتی انٹرویو

س: منہاج القرآن کیسے قائم ہوا؟ اور آپ کا اس سلسلے میں کیا کردار تھا؟

ج: ڈاکٹر محمد علی صاحب کی کوٹھی میں درس قرآن شروع ہوا۔ طاہر القادری صاحب بہتر سوچ کے حامل تھے۔ وہ ہمارے مشورے قبول کرتے رہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دور میں میاں جمیل احمد شریقی، مفتی محمد حسین نعیمی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد بخش مسلم اور علامہ عبدالکیم شرف قادری جیسی ہستیوں نے طاہر القادری صاحب کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی اور اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ یہ سب حضرات خود بھی درس قرآن میں آکر بیٹھتے تھے تاکہ دیگر لوگوں میں بھی رجحان بڑھے۔ ہم نے قادری صاحب کے درس کو کامیاب کرنے کے لیے بہت محنت کی۔ قرض لے لے کر میں نے اخباروں میں اشتہار دیے۔ درس کو شیپ ریکارڈ سے نقل کر کے آئندہ ہفتے چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا۔ تیسرے درس اسی کوٹھی میں ہوئے۔ درس والے دن ڈاکٹر صاحب اپنے بچوں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیتے تھے۔ اس کے باوجود جگہ ناکافی ہو جاتی۔ اس دوران مجھے اور میرے ساتھیوں کو بہت زیادہ تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ ہم نے تہمتیں بھی برداشت کیں لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری اور اللہ نے کامیابی دی۔ اس درس قرآن میں میاں نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف صاحب بھی آتے تھے۔

س: میاں محمد شریف صاحب کو درس قرآن میں آنے کی دعوت کس نے دی تھی؟

ج: راؤ انقش حسین اشرفی صاحب نے میاں محمد شریف کو درس قرآن میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ راؤ صاحب کی کوشش تھی کہ میاں شریف کو قادری صاحب سے متعارف کروا کر اتفاق مسجد کی خطابت کیلئے بات کی جائے۔ اس طرح پروفیسر راؤ انقش حسین اشرفی صاحب کی جدوجہد کے نتیجے میں میاں شریف کا قادری صاحب سے اس درس قرآن میں تعارف ہوا۔ قادری صاحب کے ان دروس سے متاثر ہو کر میاں صاحب نے اپنی خواہش پر اتفاق مسجد میں قادری صاحب کا جمعہ کا خطاب شروع کروایا۔ درس قرآن بدستور رحمانیہ مسجد میں ہوتا رہا۔ آگے چل کر یہی درس قرآن ”منہاج القرآن“ کے قیام کی بنیاد بنا۔ جب منہاج القرآن کے قیام کا اعلان ہوا تو اس وقت علماء کا قادری صاحب سے اختلاف ہو گیا۔ علماء نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

س: کس بات پر اختلاف ہوا؟

ج: دراصل منہاج القرآن کے دستور میں ایک شق یہ تھی کہ بلا امتیاز مسلک کوئی بھی شخص ہمارا ممبر بن سکتا ہے۔ اس شق پر علماء نے اعتراض کیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس مرحلے پر میں نے قادری صاحب کی وجہ سے اپنے اساتذہ کرام کو بھی ناراض کر لیا اور طاہر القادری کا ساتھ دیا۔ اساتذہ کی ناراضگی کئی سال میرے لیے پریشانی کا باعث رہی۔ بہر حال میرا ان سے مسلسل رابطہ رہا۔ انہوں نے ہمیشہ شفقت کی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ بہر حال تمام تر مخالفتوں کے باوجود ہم نے ”منہاج القرآن“ کی بنیاد رکھ دی۔ مجھے ”منہاج القرآن“ کا پہلا ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم منہاج القرآن میں شامل نہیں ہوئے بلکہ ہم تو منہاج القرآن بنانے والے تھے۔ اس وقت انکو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ منہاج القرآن کے اصل بانی اور موسس تو ہم ہیں، قادری صاحب کے لاہور میں قدم جانے والے ہم ہیں، درس قرآن کیلئے میں انہیں لے کر آیا۔ درس قرآن کے اشتہار قرض لے کر میں نے شائع کر دئے۔ آج وہ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ مفتی محمد خان قادری شامل ہوا تھا اور میں نے انکو نکال دیا۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جس شخص کو ہم لیکر آئے، آج وہ بانی بنا پھر رہا ہے۔ وہ چونکہ اچھے خطیب تھے اس لیے ہم نے اس وقت انہیں تحریک کا سربراہ بنایا اور دن رات ایک کر کے دیوانہ دارانے ساتھ کام کیا تاکہ دین کو فائدہ ہو۔ منہاج القرآن کے اصل بانی تو ڈاکٹر محمد علی ہیں، حاجی شوکت صاحب ہیں، شادمان کے دوسرے حضرات ہیں جنہوں نے مالی وسائل مہیا کیے۔ اس میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی خدمات کو بھلا یا نہیں جاسکتا۔ وہ دراصل اس تحریک کے محسن تھے۔

س: کتنا عرصہ آپ منہاج القرآن میں رہے؟ کن ذمہ داریوں پر کام کیا؟ قادری صاحب کو کیسا پایا؟

ج: قادری صاحب اس زمانے میں کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور کرایہ بھی ہمارے ساتھی ادا کرتے تھے۔ طاہر صاحب کی اتنی تنخواہ نہیں تھی کہ وہ کرایہ ادا کر سکیں۔ صدیق پارک والے

۱۔ گویا جب منہاج القرآن کی بنیاد رکھی جا رہی تھی تو ملک کے علماء اس بنیاد کے ہی خلاف تھے۔ خان صاحب کے اساتذہ بھی اسکے خلاف تھے۔ خشت اول ہی یزیدی تھی۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ دیوار یزیدی ہوتی ہوتی رافضیت بلکہ عیسائیت تک جا پہنچی ہے۔ اب طاہر القادری کہتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول اور کرسٹم ۷۰ے ایک جیسے اہم ہیں، یہ بھی کہتا ہے کہ عیسائی اور یہودی موسن ہیں کافر نہیں، اور خان قادری قادیانیوں کے ہاں تعزیت کرنے پر مصر رہتا ہے خواہ سارے علماء روکنے رہ جائیں۔ خائن صاحب کے کرتوت دیکھیے اور صفحہ ۵ پر غیرت کا دعویٰ دیکھیے۔

ان کے مکان میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے ساتھ نشست ہوئی۔ قادری صاحب نے مفتی صاحب سے کہا کہ ان (مفتی محمد خان قادری) کو فارغ کر دیں۔ اس طرح میں اتفاق اسلامک اکیڈمی میں آ گیا۔ جس کے سربراہ میاں محمد شریف تھے اور طاہر القادری صاحب ناظم تعلیم تھے۔ اتفاق مسجد سے ملحقہ چند کمروں پر مشتمل اس اکیڈمی میں ہم نے کام کا آغاز کیا۔ جھنگ سے ہمارے ساتھی محترم رانا جاوید القادری بھی یہاں منتقل ہو گئے۔ چالیس طالب علم اکیڈمی میں زیر تعلیم تھے۔ اکیڈمی کا سارا خرچ میاں شریف برداشت کرتے تھے۔ میاں شریف سے قادری صاحب نے کہا کہ ہم دین خرچ کریں گے، آپ دنیا خرچ کریں۔ کئی سال تک ہم وہاں کام کرتے رہے۔ اکیڈمی کا سارا تعلیمی نظام میرے سپرد تھا۔ اس دوران ادارہ منہاج القرآن کی تعمیر بھی شروع ہو گئی۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد تعلیمی پروگرام ادارہ منہاج القرآن میں شفقت کر دیا گیا جب کہ قادری صاحب کا جسد کا خطاب اتفاق مسجد میں جاری رہا۔ بعد میں ان کے شریف خاندان سے اختلاف پیدا ہو گئے اور انہوں نے اتفاق مسجد چھوڑ دی۔

س: اختلاف پیدا ہونے کی وجوہات کیا تھیں؟

ج: ہم نے طاہر القادری صاحب سے کئی مرتبہ پوچھا لیکن وہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکے۔ یہ صرف اتنا کہتے تھے کہ ہمارے ان سے نظریاتی اختلاف ہیں۔ لیکن کوئی ایسی بات ہمارے سامنے نہیں آئی۔ میرے خیال میں شریف خاندان نے ان کے ساتھ روحانی تعلق بنایا تھا۔ میری طرح وہ بھی ان کو روحانیت کا شاہکار تصور کرتے تھے۔ میاں شریف اور ان کے بیٹوں نے طاہر القادری کے ساتھ محبت و عقیدت کی انتہا کر دی۔ میں جاز مقدس کے اس سفر میں ان کے ساتھ تھا جب اختر رسول اور میاں نواز شریف ان کو کندھوں پر اٹھا کر غار حرا لے گئے۔ قادری صاحب نے کہا مجھے دل کی تکلیف ہے، اس لیے میں اوپر جائیں سکتا۔ یہ سن کے نواز شریف کی اہلیہ کلثوم نے کہا کہ آپ لوگ کھلاڑی ہیں، آپ کی صحت اور طاقت کا کیا فائدہ، اگر قادری صاحب ہمارے ساتھ اوپر نہیں

ج: ہمارے خیال میں: مطلب ہو گیا پورا تھوکتی سٹ مٹی بھورا۔

ج: شریف خاندان کو کوئی ایسی خاندان نہیں تھا، سوال یہ ہے کہ آپ جیسے مفتی نے طاہر صاحب کو روحانیت کا شاہکار سمجھا، لیکن ان کے پاس طاہر صاحب کی جٹ کی تقریریں سن کر اتنی بڑی شوکر کھا سکتے ہیں تو یاد رکھیے کہ ان کے پاس ایسی اور روحانی قوتیں بھی تھیں جن کی پیداوار ہے۔ سارے منہاجی بھی اس سے عبرت حاصل کریں، طاہر صاحب کو روحانیت کا شاہکار سمجھنے سے باز رہیں۔

جاتے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میاں شریف جن سے خیاء الحق بھی وقت لے کر آتا تھا، وہ قادری صاحب سے وقت لے کر ملتے تھے۔ قادری صاحب نے بھی میاں شریف کو اپنا والد اور ان کی اہلیہ کو اپنی والدہ بنالیا تھا۔ میاں شریف بھی ان کو حقیقی بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے گھر میں جو چیز بھی آتی پہلے وہ قادری صاحب کے گھر بھیجتے۔ جب ہم اتفاق اکیڈمی میں ہوتے تھے تو میں نے دیکھا کہ روزانہ قادری صاحب کے لیے میاں شریف کے گھر سے سوپ کا بھرا ہوا قہر مس آتا اور وہ ظہر تک قہر مس خالی کر دیتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میں ناشتہ صرف ایک سلاکس سے کرتا ہوں حالانکہ وہ سوپ کا بھرا ہوا قہر مس صبح سے ظہر تک پی جاتے تھے۔ اگر کبھی میاں صاحب سوپ بھجوانا بھول جاتے تو نائب قاصد کی سختی آتی ہوتی تھی کہ تم خود جا کر کیوں نہ لے آئے۔ میاں صاحب ان کو روحانی آدمی سمجھ کر ان کی خدمت کرتے رہے۔ انہوں نے جو مانگا انہوں نے حاضر کر دیا۔

س: قادری صاحب کی باقاعدہ تنخواہ مقرر تھی یا ویسے ہی نذرانے کی صورت میں اتفاق والے خدمت کرتے تھے؟

ج: تنخواہ میں تو بہت تھوڑا ملتا اور ”دوسری“ صورت میں لاکھوں ملتا ہے۔ انہوں نے ان کو گاڑی دی۔ جدید ضروریات زندگی کی ہر چیز فراہم کی۔ قادری صاحب ہندوستان، دہلی اور شارجہ گئے تو میاں شریف نے میاں طارق شفیع کو ان کے ساتھ بھیجا۔ قادری صاحب کی تمام تر شاہجنگ کے اخراجات وہ برداشت کرتے تھے۔ ایک سفر میں، میں بھی ساتھ تھا۔ میرے سامنے قادری صاحب کی ساری خریداری نواز شریف نے کی۔ یہ الگ بات ہے کہ قادری صاحب کو شش کرتے تھے کہ مجھے ان معلومات کی خبر نہ ہو لیکن آخر میں بھی انسان ہوں۔ الحمد للہ قادری صاحب بھی گواہی دیں گے کہ میاں نواز شریف سے میاں شریف تک ایک پیہر بھی مفتی محمد خان قادری نے نہ سہمی وصول نہیں کیا۔ میاں صاحب ہزاروں روپے دینے کی کوشش کرتے لیکن میں نے ہمیشہ کہا کہ میں غیرت مند ہوں، مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ قادری صاحب خود ان سے کہتے کہ مفتی صاحب نذرانے نہیں لیتے۔ کئی سال تک اتفاق والے قادری صاحب پر لاکھوں خرچ کرتے رہے پھر انہوں نے سوچا کہ یہ شخص سب کچھ ہم سے لے بھی رہا ہے۔ ہمارے پیسوں سے مل بھی رہا ہے اور پھر منبر رسول پر کھڑے ہو کر کہہ بھی دیتا ہے کہ میں نے کبھی اتفاق والوں سے ایک پائی بھی نہیں لی۔ اس طرح ان کے خاندان میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہ آدمی روحانی

نہیں ہے تو کم از کم اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔ خود قادری صاحب کہتے تھے کہ انہوں نے مجھے کہا کہ چھانگاما نکا چلو اور وہاں پر موجود ممبران اسمبلی کو خطاب کر کے ہماری حمایت کے لیے تیار کرو تو میں نے انکار کر دیا۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ اس شخص سے نہ روحانی فائدہ ہے نہ سیاسی تو ہم نے اس کو چائنا ہے۔ قریب تھا کہ وہ خود اس کو اتفاق مسجد سے نکال دیتے۔۔۔۔۔ اس وقت ہوا یہ کہ قادری صاحب پشاور کے دورے پر تھے۔ واپس آ کر انہوں نے مجھے اور محترم ظلیل الرحمن قادری صاحب کو بلا کر کہا کہ میاں شریف بہت غلط آدمی ہے۔ اس لیے میں اتفاق مسجد چھوڑ رہا ہوں۔ ہم نے مشورہ دیا کہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ سچی بات ہے کہ ہم بہت حیران ہوئے کہ پشاور جانے سے پہلے تک جو میاں شریف، ولی اللہ تھا، اب اچانک بروں کا کپتان کیسے بن گیا؟ بہر حال باقاعدہ منہاج القرآن کی عالمہ کا اجلاس ہوا۔ اس میں طے ہوا کہ قادری صاحب اتفاق مسجد نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن آئندہ جمعہ پر انہوں نے کسی سے مشورہ کیے بغیر اتفاق مسجد چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ میری اصل حقیقت ان پر ظاہر ہوگئی ہے اس لیے یہ لوگ مجھے اب برداشت نہیں کریں گے۔ اسی لیے جب ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے بغیر مشورہ کے یہ اعلان کیوں کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب اگر وہ خود اٹھا کر باہر پھینک دیتے تو؟ اگر میں نے چھوڑ دیا تو کونسا کفر ہو گیا ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اتفاق فیملی کے طاہر القادری پر اتنے احسانات ہیں کہ وہ تا قیامت انہیں اتار نہیں سکتا۔ میرے سامنے شریف خاندان نے قادری صاحب کو 16 لاکھ کی خطیر رقم دی۔ یہ ہماری رقم دراصل رانا جاوید القادری، میاں محمد شریف صاحب سے لے کر آئے تھے۔ انہوں نے یہ رقم قادری صاحب کی جھولی میں ڈھیر کر دی۔ اسے آپ قرض کہیں یا کچھ اور کہہ لیں۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ آج کے دور میں کوئی آدمی ہے ایسا جو یہ کہے کہ میں لاکھ لے لو اور دس دس ہزار کر کے لوٹاؤں؟ اس کو آپ مفاد نہیں کہتے تو اور کس کو کہتے ہیں؟ مفاد کس چیز کا نام ہے؟ انہوں نے تو اس وقت لیکچر رشتہ نہیں چھوڑی تھی۔ جب تک اتفاق والوں نے انہیں مستحکم بنیادوں پر کاروبار شروع نہیں کروایا تھا۔ لیکن انہوں نے کہ یہ ایسا احسان فراموش اور محسن کش انسان ہے کہ اس نے سارے مفادات سینے کے بعد اپنے محسنوں کے خلاف زبان درازی کی اور آج تک اپنے محسنوں کے خلاف دریدہ دہنی سے کام لیتا آ رہا ہے۔ میں نے اس موقع پر محترم ظلیل صاحب سے کہا کہ جو والد اور ماں کے ساتھ غلط نہیں، وہ مصطفیٰ ﷺ انقلاب کا داعی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ جس سے پیالہ پانی کا بھی پی لیں، اس کے ہمیشہ ممنون رہتے

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں شریف اس لحاظ سے عظیم آدمی ہے کہ اس نے آج تک زبان بند کی ہوئی ہے۔ انہوں نے اقتدار میں ہونے کے باوجود کبھی اس کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کی حالانکہ اس نے انکے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میں نے سنا ہے کہ میاں شریف کہتا ہے کہ اس کا فیصلہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ سے لوں گا۔ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تم دنیا خرچ کرو، میں دین خرچ کروں گا۔ جھوٹا کون ہے؟ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ جتنا عرصہ میں منہاج القرآن میں رہا وہاں کے تعلیمی معاملات میرے سپرد تھے۔ ویسے تو سارے کام ہی میں، محترم ظلیل صاحب اور رانا جاوید صاحب کرتے تھے، خصوصاً جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کو میں نے کامیابی کے ساتھ چلایا اور اچھے نتائج دیے۔

س: قادری صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا مزاج آمرانہ ہے۔ وہ کسی شوری وغیرہ کے پابند نہیں ہیں؟ کیا یہ تاثر ٹھیک ہے؟

ج: جو آدمی شریعت کا پابند نہ ہو وہ کسی اور کا پابند کیسے ہو سکتا ہے۔ جو آدمی شریعت کی بات نہ مانے، وہ کسی اور کی کیا مانے گا؟ ہم نے اس کے سامنے شریعت کی باتیں رکھیں کتاب و سنت کی بات کی، لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ اس شخص نے یہاں تک نہیں کہہ دیا کہ میری ذات پر اندھا اعتماد کرو اور غیر مشروط وفاداری کرو۔ حالانکہ یہ شان صرف رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

س: سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ طاہر القادری نے ذاتی طور پر کیا یا یہ اجتماعی فیصلہ تھا؟ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ فیصلہ کر دیا؟ کیا آپ بھی اس مشورہ میں شامل تھے؟

ج: یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ منہاج القرآن بناتے وقت ہم نے اللہ کی بارگاہ میں جو وعدے کیے تھے ان میں سیاست میں حصہ نہ لینے کا وعدہ بھی شامل تھا۔ ایک حلف یہ بھی تھا کہ ہمیری مریدی نہیں کریں گے۔ اتحاد کا کوئی موقع آیا تو ہم پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ذہن میں تصور تھا کہ جب بھی اختلاف ہوتا ہے، قیادت کے مسئلے پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں موقع ملا تو ہم سب کو اکٹھا کر کے خود پیچھے ہٹ جائیں گے۔ لیکن اس حوالے سے آپ کو دلچسپ بات بتانا چلوں کہ جب پاکستان عوامی تحریک کا تحریک جعفریہ اور تحریک استقلال کیساتھ اتحاد ہوا تو پہلی پریس کانفرنس سے

ج: اس وقت یہ بات سن کر خان صاحب نے طاہر پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا اور ان سے برأت اور علیحدگی کیوں نہ اختیار کی۔ کفر پر راضی رہنا بھی تو کفر ہے۔

خطاب کے لیے ہوٹل جانے سے پہلے قادری صاحب نے بعض افراد کو اس ہدایت کے ساتھ قبل از وقت ہوٹل بھیج دیا کہ وہ درمیان والی کرسی پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں۔ وہ وہاں جا کر باقاعدہ درمیان والی کرسی پر قابض ہو گئے اور جب پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو اصغر خان نے کہا کہ ہم نے تو آپ لوگوں کی پارسائی دیکھ لی ہے۔ آپ کا تو دعویٰ ہے کہ ہم وزارت عظمیٰ قبول نہیں کریں گے جبکہ تم پریس کانفرنس کی کرسی کسی کو دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس واقعہ کے اقبال محمود اعوان ایڈووکیٹ گواہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خود قائد کے حکم پر کرسی قبضہ میں لی تھی۔ جہاں تک سیاست میں آنے کی بات ہے تو یہ ان کا ذاتی شوق تھا۔ شاید بہت دیرینہ خواب۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ لوگوں سے مشورہ لیں کہ ہمیں موجودہ حالات میں سیاست کا راستہ اختیار کرنا چاہیے یا نہیں؟ چنانچہ طویل غور و فکر ہوا۔ لوگوں کی رائے لی گئی۔ کچھ حق میں تھے اور کچھ خلاف تھے۔ پھر انہوں نے ایک اور طریقہ اختیار کیا، وہ اس طرح کہ جمہوری طریقے سے رائے لینے کی بجائے خاص لوگوں کو مسجد میں جمع کر لیا اور حضور ﷺ کے متعلق خوابیں سنانا شروع کر دیں اور پھر خوابیں بیان کرتے کرتے کہنے لگے کہ میں تو اس راستے پر چلنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کر چکا ہوں۔ تم نے ساتھ چلنا ہے تو چلو۔ مجھے بتاؤ اس موقع پر کون انکار کر سکتا تھا؟ وہ لوگ جو شام کو کہہ رہے تھے کہ ہم سیاسی جماعت بنانے کے حق میں نہیں ہیں، اب خوابیں سننے کے بعد وہی لوگ رو رہے تھے۔ اس طرح یہ سیاسی جماعت بنی۔ اسکے بعد قادری صاحب نے کہا کہ مدینہ منورہ اور بغداد شریف جائیں گے۔ وہاں پر بھی ہم گئے اور انہوں نے عجیب و غریب باتیں کیں۔ مثلاً ہم حضور غوث پاک کے دربار پر حاضر ہوئے تو وہاں جو دربار کا خادم ہے، وہ حضرت پیر طاہر علاؤ الدین القادری گیلانی کا مرید ہے۔ اس نے قادری صاحب کو چادر دی۔ اس کو ہم نے فتح کا جھنڈا بنالیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ چادر تو وہاں سے کئی لوگوں کو ملی ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ ادارہ منہاج القرآن کے امیر، انور قریشی صاحب نے بتانا چاہا کہ غوث پاک کے دربار سے تو مجھے بھی چادر ملی ہے، تو انکو روک دیا گیا۔ یعنی وہ فتح کا جھنڈا بن گیا۔ پھر وہاں نماز کے دوران امام نے تلاوت کی۔

اذا جاء نصر الله والفتح

جس کو ہم نے کہا کہ اللہ کی نصرت اتر آئی ہے۔ یہ آیتیں ہمارے لیے پڑھی گئی ہیں۔

پھر مدینہ منورہ پہنچے، وہاں پر ان کو خواب آیا کہ میں ایک سفر شروع کر رہا ہوں، سفر کے آغاز سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے میرے گلے میں ہار ڈال لی ہیں وغیرہ۔ حالانکہ یہ صرف اور صرف نواز

شریف کی مخالفت کے لیے سیاست میں آئے کیونکہ اس وقت جو الیکشن ہوا، انہوں نے اعلان کیا کہ میں کسی کے ساتھ اتحاد نہیں کروں گا، نہ مسلم لیگ کے ساتھ اور نہ ہی پیپلز پارٹی کے ساتھ۔ ان دنوں جب یہ جلسوں میں حلقہ بکھر رہے تھے کہ میرا کسی سے رابطہ نہیں۔ یہ رات کو پی پی پی کے خواجہ طارق رحیم اور سلمان تاثیر کے ساتھ خفیہ میٹنگ کرتے تھے۔ راتوں کو عبدالرشید فاروقی کے گھر پیپلز پارٹی کے لیڈروں کے ساتھ بیٹھ کر پلان بناتے تھے۔ خود مجھے کہا گیا کہ تم حلقہ 95 میں نواز شریف کے مقابلے میں الیکشن لڑو، میں نے انکار کر دیا۔ مجھے کہا گیا کہ بی بی سی لندن میں تمہارا اعلان ہو گا۔ میری مسجد کی انتظامیہ کے ذریعے مجھ پر دباؤ ڈالا گیا۔ پھر قادری صاحب نے مجھے الگ بلا کر کہا کہ اگر آپ الیکشن نہیں لڑتے تو میرا نقصان ہوگا کیونکہ میرا پی پی سے منسلک ہوا ہے کہ آپ نواز شریف کے خلاف کوئی مضبوط بندہ کھڑا کریں تو ہم حلقہ 97 میں آپ کے امیدوار کے حق میں اپنا امیدوار دستبردار کرالیں گے۔ بہر حال میں الیکشن نہ لڑنے کی ضد پر قائم رہا۔ لیکن مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب پی پی کا کیا دھرا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے پاس دستاویزی ثبوت بھی ہیں جو ہم مناسب موقع پر منظر عام پر لائیں گے۔ محترم غلیل صاحب پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی آدی تھے ان کے پاس ساری "تفصیلات" موجود ہیں۔ میرے خیال میں اصل فیصلے قدرت کے ہوتے ہیں۔ اللہ اس شخص کو سیاست کے میدان میں لایا تاکہ اس کا اصل چہرہ بے نقاب ہو جائے اور لوگ اس کی اصلیت سے آگاہ ہو جائیں۔

س: آپ پر کب واضح ہوا کہ قادری صاحب مخلص نہیں ہیں؟ انتہا صراحت آپ ان کے ساتھ کیسے رہے؟

ج: اصل میں پہلے میں عقیدت مند تھا اور آپ جانتے ہیں کہ عقیدت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ میں تو ہمیشہ ان کا دفاع کرتا رہا۔ میرے ذہن میں یہ تھا کہ ایک نئی تحریک ہم نے بنائی ہے۔ ایک نچ پر ہم قوم کو لے کر چلے ہیں، تو چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ میاں شریف جو ان کی خدمت کرتے تھے، میں تو اس کے بھی حق میں تھا کہ ایک تحریکی سربراہ ہے،

۵: عقیدت میں اندھا ہونے کا بہانہ اگر محمد خان قادری کر رہا ہے تو پھر عوام کا خدا ہی حافظ ہے۔ آپ اس وقت اگر اندھے تھے تو اللہ کی قسم کہ انے اب بھی ہیں۔ فرمائیے کیا عقیدت میں کفر جائز ہو جاتا ہے؟

۶: خان صاحب کے نزدیک پوری امت سے اختلاف، غیر شرع و فساداری کا مطالبہ، دین کے نام پر حرام خوری اور عوام کی عقیدت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چھوٹی موٹی غلطیاں ہیں۔

اس کی بھی ضروریات ہیں لیکن ایک موڑ پر پہنچ کر میری سوچ میں تبدیلی پیدا ہوئی اور محترم خلیل صاحب، رانا صاحب اور میری سوچیں اس طرح بڑھیں۔ 88ء کی بات ہے، ایک انتہائی قیمتی گاڑی اتفاق والوں نے ان کو دی ہوئی تھی۔ 26 نمبر تھا اس کا۔ وہ گاڑی عرصہ تک ان کے زیر استعمال رہی۔ پھر ایک دن قادری صاحب نے ہم چار پانچ ساتھیوں کو بلا کر کہا ”یہ گاڑی کافی پرانی ہو گئی ہے، دوسرا مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس گاڑی کے کاغذات اتفاق والوں کے نام ہیں۔ اس لیے میں اس گاڑی کو بیچ کر نئی گاڑی خریدنا چاہتا ہوں۔“ ہم نے کہا کہ آپ ضرور لیں، ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ چند دنوں کے بعد ان کے پاس نئی گاڑی آ گئی جو پہلے والی گاڑی سے کئی زیادہ قیمتی تھی۔ ہم سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ گاڑی کہاں سے آئی ہے؟ ہم نے لوگوں کو بتایا کہ پہلے والی گاڑی بیچ کر اور کچھ قرض لے کر یہ نئی گاڑی خریدی گئی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ وہ گاڑی ان کے زیر استعمال رہی۔ اس دوران منہاج القرآن کے سابق ناظم اعلیٰ ڈاکٹر شجاع الحسن (حسن میموریل کے سربراہ) سے خلیل صاحب کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ گاڑی کہاں سے آئی ہے۔ خلیل صاحب نے وہی جواب دیا جو قادری صاحب نے بتایا تھا۔ لیکن ڈاکٹر شجاع الحسن صاحب نے بتایا کہ نئی گاڑی بھی اتفاق والوں نے دی ہے۔ ثبوت کے طور پر ڈاکٹر شجاع صاحب نے گاڑی کے کاغذات بھی خلیل صاحب کو دکھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو اب بھی شک ہے تو میرے ساتھ آئیں اور دیکھ لیں کہ پہلے والی گاڑی اتفاق والوں کے پاس کھڑی ہے۔ خلیل صاحب نے مجھے اور رانا صاحب کو بتایا۔ ہمیں احساس ہوا کہ ہم سے دھوکا کیا گیا ہے۔ ”قائد“ نے ہمارے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ڈسکس کرنا شروع کیا کہ ہم جو آٹھ بندہ کر کے اس کو انتخاب بنی ^{میں} سمجھ کر چل رہے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں لوگوں کی باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ پھر رانا صاحب نے بتایا کہ میں نے یہ دیکھا، خلیل صاحب نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا، اس طرح باتیں کھلتی گئیں اور ساری صورت حال سامنے آئی مگر جب قادری صاحب کو معلوم ہوا کہ ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ گاڑی تو اتفاق والوں نے دی ہے تو انہوں نے فوراً رانا صاحب کو بلا کر گاڑی میں بٹھا کر کہا کہ اتفاق والوں کو گاڑی واپس دے آئیں اور ہمیں کہا کہ ”میں آپ کو بتا نہیں سکا۔ مجھے یاد نہیں رہا۔ وہ بڑے میاں صاحب آ گئے تھے اور وہ میرے پاؤں پڑ گئے تھے کہ آپ گاڑی ضرور قبول فرمائیں۔“ حالانکہ بعد میں گاڑی چھوڑنے کے لیے جانے والے رانا جاوید صاحب سے جب ہم نے پوچھا کہ جب آپ گاڑی میاں شریف کے گھر چھوڑنے گئے تھے تو ان کا کیا رد عمل

تھا۔ رانا صاحب نے بتایا کہ جب گاڑی لے کر گیا تو انہوں نے کہا ”وہاں کھڑی کر دو۔“ اب ہم نے سوچا کہ اگر وہ پاؤں پکڑ کر اور منت سماجت کر کے گاڑی دے گئے ہوتے تو گاڑی واپس کرنے پر وہ پریشان اور حیران ہوتے کہ کہیں قادری صاحب ناراض تو نہیں ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد ہم نے غور و فکر شروع کیا۔ وہ لوگ جو میاں صاحبان کے گھروں سے قادری صاحب کے لیے مختلف چیزیں لے کر آتے تھے ان سے پوچھا تو ”بہت کچھ“ سامنے آیا۔ اس طرح ہماری آنکھیں کھلتی گئیں۔ خوابوں کے مسئلہ پر میں قادری صاحب کے دفاع میں ماہنامہ ”منہاج القرآن“ میں لکھتا تھا۔ یہ ساری باتیں منظر عام پر آئیں تو میں نے لکھنا بند کر دیا۔ اس کے بعد میری عقیدت ختم ہو گئی۔ سب سے پہلے ذاتی طور پر میں ٹوٹا۔ میں نے باقی ساتھیوں سے کہا کہ میں منہاج القرآن چھوڑنا چاہتا ہوں۔ محترم خلیل صاحب نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ پھر ہم نے بہت اجلاس کیے۔ عالمہ کے ساتھیوں کے سامنے بھی بات کی اور اس کے منہ پر بھی سب کچھ کہا۔ لیکن بالآخر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ناقابل اصلاح ہے۔

س: آپ نے اتمام حجت کے لیے اصلاح کی کوشش کی؟

ج: بہت کوشش کی۔ 88ء سے لے کر 90ء تک.....! ہم نے ان کے ساتھ کئی نشستیں کیں لیکن ہم کامیاب نہ ہو سکے۔

س: کہا جاتا ہے کہ قادری صاحب کی اکثر باتیں آپ کی لکھی ہوئی ہیں جو ان کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔ حقیقت کیا ہے؟

ج: آپ اس کو اس طرح کہہ لیں کہ منہاج القرآن میں جو علمی کام ہوا ہے وہ میرے ہاتھوں ہوا ہے۔ ”گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا“ پر تمام کام میں نے کیا۔ الحمد للہ۔ لیکن میرے بعد وہ اس کام کو صحیح مرتب بھی نہ کر سکے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ قادری صاحب میں صلاحیت نہیں تھی، دراصل مسئلہ یہ تھا کہ قادری صاحب کام کی طرف آنے والے نہیں تھے۔ محنت نہیں کرتے تھے۔ کئی دفعہ ان سے کہا کہ تفسیر کا کام مکمل کر لیں لیکن وہ اس طرف نہیں آتے تھے کیونکہ انہیں جلسوں اور سیاست کا چسکا پڑ چکا تھا۔ میرے سمیت کئی دوسرے علمی لوگوں کا کام ان کے نام سے چھپا۔ ہو سکتا

ہے۔ خائن صاحب اعتراف فرما رہے ہیں کہ طاہر کے خواب بھولے ہونے کے باوجود میں ان کے خوابوں کا دفاع کرتا رہا۔ گو یا کوئے کو سفید ثابت کرنا خائن صاحب کی پرانی عادت ہے۔ اسی قسم کی گندی تحقیقات کا سلسلہ اب بھی سوئے حجاز میں جاری و ساری ہے۔

ہے کہ ان کے نام سے شائع ہونے والی کتابوں میں دیے گئے حوالہ جات کا آج تک انہیں پتہ نہ ہو کہ یہ کس کتاب سے ہیں۔ اب بھی کئی ساتھی جو مجبور ہیں، وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ کام وہ کرتے ہیں اور چھپتا قادری صاحب کے نام سے ہے۔^۵

س: جب طاہر القادری صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اس وقت آپ منہاج القرآن میں موجود تھے، اس مشہور واقعہ کی اصل تفصیل کیا ہے؟ جب کہ عدالت اسے ”ڈرامہ“ قرار دے چکی ہے۔

ج: میں وہیں تھا، 25 رمضان المبارک کی بات ہے، میں اور رانا جاوید صاحب کسی جگہ محفل پر گئے ہوئے تھے، وہاں سے واپس ادارہ پہنچے تو اس وقت فائرنگ ہو رہی تھی۔ فائرنگ کی آواز سن کر محترم غلیل صاحب بھی اپنے گھر سے باہر آ گئے اور پھر ہم تینوں سب سے پہلے جائے وقوعہ پر پہنچے۔ قادری صاحب میں بچپن میں منٹ بعد باہر نکلے۔ ہم نے جائے وقوعہ دیکھا تو میں نے اسی وقت غلیل صاحب سے کہا کہ اگرچہ ہم اس طرح کے کاموں میں کبھی شریک نہیں ہوئے لیکن پھر بھی چند باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ایک تو یہ کہ دیواروں پر جو خون لگا ہے، اس کا بہاؤ فطرتی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ذخی لوگوں کے جسم سے خون نکلنے دیکھا ہے اس میں خون کے ساتھ بوئیاں نکلتی ہیں۔ اس خون میں وہ نہیں۔ تیسری اہم بات یہ تھی کہ جہاں سے فائرنگ بتا رہے ہیں، وہاں سے گولیاں اندر نہیں لگ سکتیں۔ میری یہ باتیں سن کر غلیل صاحب نے کہا کہ آپ رمضان شریف میں کسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر کیس عدالت میں چلتا رہا۔ وہاں حقائق سامنے آئے۔ جب عدالت میں انہیں شکست نظر آئی تو وہاں سے بھاگ آئے۔ عدالتی کارروائی کے دوران ان کے ساتھیوں نے ہمیں بتایا کہ فائرنگ قادری صاحب کے باڈی گارڈوں نے کی ہے، باہر سے کسی نے نہیں کی۔ ہم نے ان ساتھیوں کو قادری صاحب سے ملو بھی دیا تھا۔

بہر حال اس واقعہ کو غلط ذیل کیا گیا اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی کیونکہ ان کو جب مشورہ دیا گیا کہ آپ کسی کا نام نہ لیں تو قادری صاحب نے کہا کہ ”پنجاب میں نواز شریف کی حکومت ہے وہ تو ہمیں نہیں پوچھے گی اور اگر مرکز میں پی پی پی سے فائدہ اٹھانا ہے تو

۵۔ گھر کا سہیلی انکا ڈھائے۔ طاہر صاحب کی نام نہاد دینی خدمات اور کثیر التعداد تصانیف کا پل کل کیا۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود مضمون لکھ کر کسی دوسرے کے نام سے چھاپنا خائن قادری کی پرانی عادت ہے۔

اس کی یہی صورت ہے کہ فائرنگ کا الزام پنجاب حکومت پر عائد کیا جائے۔“ اس سلسلہ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس واقعہ پر عدالت عالیہ کے جج کا فیصلہ ”الہامی فیصلہ“ ہے۔ جج صاحب کے الفاظ الہامی ہیں۔ قوم کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ طاہر القادری صاحب کے تمام ساتھیوں اور حواریوں کو جج کے فیصلے کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔

س: جج کے فیصلے کے الفاظ کیا تھے؟

ج: تفصیلی فیصلہ تمام اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ جج نے ان کے بارے میں لکھا تھا کہ ”یہ شخص محسن کش، جموٹا، شہرت کا بھوکا، دولت کا پجاری اور لالچی ہے۔“

س: پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی کے صاحبزادگان کے اغواء کے مسئلہ پر قادری صاحب نے کفن پوش جلوس نکالے۔ بعض ذرائع کہتے ہیں کہ یہ جلوس کسی خاص اشارے پر نواز شریف حکومت پر اپنی طاقت ظاہر کرنے کے لیے نکالے گئے۔ آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟

ج: میں اس وقت جج کے لیے حجاز مقدس گیا ہوا تھا، اس لیے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ دیے ”طاہر القادری اور منہاج القرآن“ کے موضوع پر ہم ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ اس میں ”سب کچھ“ شائع ہو جائے گا تاکہ آئندہ نسل، دین کے ان ”تمکیداروں“ سے دھوکہ نہ کھائے مثلاً اس حوالے سے ہمارا یہ بھی اعلان ہے کہ دنیا کے کسی بھی مصنف کے سامنے یا کسی بھی عدالت میں ہم بھی اپنا موقف پیش کرتے ہیں، قادری صاحب بھی پیش کریں۔ اگر ہم جھوٹے ثابت ہوں تو ہماری گردنیں اڑادی جائیں اور قادری صاحب جھوٹے ثابت ہو جائیں تو وہ تو بہ کر لیں۔

س: سنا ہے کہ آپ نے جب ادارہ منہاج القرآن کو چھوڑا تو آپ کے ساتھ وہاں سے بہت سارے طلبہ بھی ادارہ چھوڑ آئے تھے؟

ج: جج کے الفاظ پر غور بعد میں ہوگا پہلے خائن صاحب کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے جو جج کے فیصلہ کو بار بار الہامی کہہ رہے ہیں۔ اگر جج کا فیصلہ الہامی ہو سکتا ہے تو پھر آپ میں اتنی فراست کیوں نہ تھی کہ ایسے محسن کش، جموٹے، شہرت کے بھوکے، دولت کے پجاری اور لالچی آدمی کو سمجھ لیتے۔ ویسے جج کی بات سے بھی ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔

۶۔ تیرہ سال گزر جانے کے باوجود ”سب کچھ“ پر مشتمل آپ کی کوئی کتاب منظر پر نہیں آئی۔ طاہر صاحب اگر جج کے بقول جھوٹے ہیں تو آپ پر بھی منہاج کا مکمل فیضان جاری ہے بلکہ آپ تو ادارہ منہاج کے بانی ہیں ولایت انص انہا کام کیوں نہ دکھائے گی۔ بہر حال ہم نے بھی آپ کے انٹرویو پر ذمہ دارانہ حاشیہ اسی لیے لکھا ہے تاکہ آئندہ نسل طاہر صاحب کے ساتھ ساتھ آپ جیسے خائن سے بھی دھوکہ نہ کھائے۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ آپ اب بھی طاہر صاحب کے خلاف لکھنے کی بجائے ماہنامہ سوائے حجاز میں ان کا دفاع کر رہے ہیں۔

ج: الحمد للہ اس کے بعد طلبہ بھی مجھ سے ملے اور اساتذہ بھی۔ بلکہ ان کی محبت اب تک قائم ہے۔ لیکن اللہ گواہ ہے کہ میں نے ہر استاد اور ہر طالب علم سے کہا کہ جہاں تک میرا مسئلہ ہے، اس کو آپ چھوڑ دیں۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کریں۔ میرے بعد وہاں کے ایک استاد مولانا محمد اشرف جلالی میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ میرا حکم یہ ہے کہ فی الفور جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں جا کر پڑھاؤ۔ کئی طلبہ چھپ کر بھی ملنے آتے تھے، کیونکہ جو طالب علم مجھ سے ملنے آتا تھا، وہ اسے جامعہ سے نکال دیتے تھے بلکہ انہوں نے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن سے ایک پوری کلاس محض اس لیے خارج کر دی کہ اس کلاس کے طلبہ نے قادری صاحب سے پوچھا کہ مفتی صاحب ادارہ کیوں چھوڑ گئے ہیں۔ قادری صاحب نے پابندی لگا دی تھی کہ جو وجہ پوچھے گا میں اس کی زبان کھینچ لوں گا۔

س: ایک طرف آپ خود ادارہ منہاج القرآن کو غلط سمجھ کر چھوڑ آئے، دوسری طرف آپ دوست احباب کو وہاں پڑھنے اور پڑھانے کی تلقین کر رہے تھے؟ آخر کیوں؟

ج: دراصل اس وقت میرے پاس ان کی تعلیم یا روزگار کا کوئی متبادل بندوبست نہیں تھا۔ کیونکہ میں استحصالی ذہن نہیں رکھتا۔ اس لیے میں نے اپنے اختلافات میں اساتذہ اور طلبہ کو نہیں جھوٹکا۔ جو کلاس منہاج القرآن سے میری حمایت کی وجہ سے خارج کر دی گئی تھی، اس کلاس کے طلبہ کو شادمان میں پڑھانے کے لیے مولانا عبداللطیف صاحب کی خدمات حاصل کیں اور پھر ان طلبہ کو جامعہ نظامیہ رضویہ میں امتحان بھی دلوا دیا۔

س: آپ جو حضرات ادارہ چھوڑ کر آئے تھے، آپ سب وہاں اہم عہدوں پر فائز تھے۔ کیا آپ کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ ادارہ کی شوری کو اپنا ہموار بناتے۔ اپنا موقف تفصیل سے پیش کرتے اور تحریک کی قیادت تبدیل کر دیتے؟

ج: ایک بنیادی مسئلہ یہ درپیش تھا کہ ہم اپنے ہاتھ کاٹ کر ان کو دے چکے تھے۔ وہ اس

۱۱ اتنے کفریات اور لغویات کے باوجود منہاج سے اس قدر وفاداری دراصل اس لیے تھی کہ طاہر صاحب اور خاں صاحب میں رافضیت اور آزاد خیالی مشترک تھی۔ ہم نے یہ بات السیف اٹھلی، ماہنامہ منہاج اور ماہنامہ سوئے حجاز پڑھنے کے بعد تحقیق سے لکھی ہے۔ خاں صاحب ادارہ منہاج میں طلباء کو دی جانے والی کافرانہ تعلیم پر راضی تھے اسی لیے طلباء اور علماء کو ادارے میں رہنے کا فرمان جاری کیا۔ حالانکہ اگر علماء و طلباء وہاں سے بے زار ہو کر آگئے تھے تو خاں صاحب کو چاہیے تھا کہ انہیں صحیح العقیدہ اہل علماء کے مدارس میں بھیج دیتے مثلاً جامعہ نظامیہ وغیرہ۔

طرح کہ دستور کے مطابق شوری کا فیصلہ بھی طاہر القادری صاحب کی توثیق کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ منہاج القرآن کے آئین میں طاہر القادری صاحب اختیارات کا ”مختص گھر“ ہیں اور پھر شوری کا کوئی معیار بھی نہیں تھا۔ شوری میں کوئی جید عالم دین نہیں تھا۔ سب ہاں تھے میں ہاں ملانے والے تھے۔ شوری میں صرف وہی لوگ تھے جو حلف اٹھا چکے تھے کہ ہم طاہر القادری پر امداد حاصل کر لیں گے۔ اب ”ایسی شوری“ کے سامنے ہم کیا بات کرتے؟ بہر حال اس کے باوجود ہم نے شوری کے کچھ افراد کے سامنے بات کی۔ ہماری باتوں سے لا جواب ہو کر ایک موقع پر قادری صاحب اٹھ کر بھاگے تھے کہ میں جاتا ہوں تم سب سنبھالو۔ دراصل یہ ڈرامہ بھی شوری کے اراکین کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے رچایا گیا تھا۔

س: سنا ہے قادری صاحب آپ لوگوں کے گھروں میں آئے اور معافی مانگی؟
ج: محترم خلیل صاحب کے ساتھ اس طرح کا واقعہ ہوا تھا۔ لیکن ہم ان چیزوں کو اچھا نہیں نہیں چاہتے۔

س: سنا ہے کہ پیر طاہر علاؤ الدین گیلانی جب پہلی بار لاہور تشریف لائے تھے تو قادری صاحب نے اپنے گھر کی تزئین و آرائش کے لیے میاں محمد شریف سے تین لاکھ روپے خرچ کروائے تھے۔ کیا یہ سچ ہے؟

ج: اس واقعہ کے راوی صاحبزادہ خادم حسین طاہر اور پروفیسر راز ارضی حسین اشرفی کے بقول جب پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی صاحب لاہور تشریف لارہے تھے تو میاں محمد شریف نے ان کے قیام کے لیے لاہور کے فائیو سٹار ہوٹل ”پی سی“ میں پانچ کمرے بک کروا دیے۔ لیکن جب طاہر القادری صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے میاں شریف سے کہا کہ ”میری غیرت کو یہ بات گوارا نہیں ہے کہ لاہور میں میرا گھر موجود ہو اور میرے شیخ طریقت ہوٹل میں قیام کریں اس لیے آپ جو خرچ ہوٹل میں کر رہے ہیں، وہی خرچ میرے گھر میں کر دیں۔“ میاں محمد شریف نے طاہر القادری کی یہ بات تسلیم کر لی اور اپنے سیکرٹری مختار کو کہا کہ قادری صاحب جو جو چیز منگوانا چاہیں وہ لا کر انہیں پیش کر دی جائے۔ اس طرح قادری صاحب نے اپنے گھر کے لیے ایک ہی

۱۲ طاہر صاحب کی شوری جاہلوں کی تھی تو پھر کارکنوں کا کیا حال ہوگا؟ خود خاں صاحب بھی گویا جاہل ہی تھے۔ ادارہ منہاج سے آج تک کوئی عالم دین پیدا نہیں ہو سکا البتہ CD سن کر نکل اتارنے والے کافی ہیں۔

۱۳ طاہر صاحب اٹھ کر بھاگے تھے تو بھاگنے دیا ہوتا!

رنگ کے قالین، پردے اور فرنیچر کے ساتھ قیمتی برتن، فرنیچ اور ایر کنڈیشنر منگوائے جن پر ساڑے تین لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

س: منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد عالمی دعوت اسلامیہ میں شمولیت کی کیا وجوہات ہیں؟
ج: ادارہ منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد ہم سے مختلف تنظیموں اور مختلف شخصیات نے رابطہ کیا۔ اس سلسلہ میں ایک بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم پر یہ جہت لگائی گئی کہ ہم نے نواز شریف کے اشارے پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں سختی سے اسکی تردید کرتا ہوں۔ یہ بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں۔ طاہر القادری صاحب کے خواب تو آپ سن چکے ہیں۔ لیکن ایک خواب مجھے بھی آیا تھا۔ یہ خواب ادارہ چھوڑنے سے پہلے میں نے کئی ساتھیوں کی موجودگی میں قادری صاحب کو بھی سنایا تھا۔ خواب یہ تھا کہ میں قادری صاحب اور جامعہ کے ایک استاد مولانا ظہور الہی صاحب ایک کچے راستہ میں موجود ہیں۔ دیوار کے پاس ایک راستہ جاتا تھا۔ ہم سوچتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ خطرہ بہت ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ میرے پیچھے پیچھے آئیں۔ قادری صاحب کو ہم درمیان میں کر لیتے ہیں۔ دیوار کی ایک طرف گندہ پانی ہے۔ ایک طرف موڑ آ گیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دونوں غائب تھے۔ میں بھاگ کر پیچھے آتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولانا ظہور الہی غائب ہیں اور قادری صاحب گندے پانی میں گرے ہوئے ہیں۔ میں ان کو بچانے کے لیے گندے پانی میں داخل ہوتا ہوں اور انکے جسم کو صاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جیسے جیسے صاف کرتا ہوں وہ پھر گندہ ہو جاتا ہے اور پھر قادری صاحب ہاتھ چمڑا کر گندے پانی میں ڈبکی لگا لیتے ہیں۔ اس زمانے میں قادری صاحب اور دیگر ساتھیوں نے یہ تعبیر بیان کی تھی کہ میں قادری صاحب کا دفاع کروں گا اور ہاں میں نے ایک مدت تک ان کا دفاع کیا بھی..... لیکن ایک مرحلہ پر مجھے ہوش آیا۔ جب میرے ایک سابقہ شاگرد نے مجھے آکر کہا کہ ”کیا آپ کی تخلیق صرف قادری صاحب کی دفاع کی خاطر ہے“ اس جملہ نے میرے اندر انقلاب پیدا کر دیا۔

(ماہنامہ اخبار اہل سنت، لاہور اکتوبر، نومبر 1997ء)

مولانا خان صاحب اور طاہر صاحب میں مماثلت مطالبہ پائی جاتی ہے۔ دونوں آزاد خیال ہیں، دونوں رافضی ہیں، دونوں سنییت کا لبادہ اوڑھ کر گمراہی پھیلاتے ہیں، ان دونوں کو پوری امت مسلمہ سے اختلاف ہے، دونوں اپنے استادوں کے بے ادب ہیں، ان دونوں کے استاد ان کے خلاف ہیں، اور دونوں خوابوں کے شہزادے ہیں وغیرہ۔ لیکن اس خواب کو ذرا دوبارہ غور سے پڑھیے۔ خان صاحب جس گندے پانی میں طاہر صاحب کے پیچھے داخل ہوئے تھے، ابھی اس گندے پانی سے خان صاحب خود بھی باہر نہیں نکلے کہ خواب ختم ہو گیا۔



طہارۃ النیۃ ۱۲ رجب الاول کریمؑ کے لوگیت سی نبیہ خاتونؑ ہے طاہری

یہ سب کیا ہے؟ کسی بھی چیز کو قبول کرنے سے پہلے اس کی اصلیت کو جاننا ضروری ہے۔ اگر ہم اس کی اصلیت کو جان لیں تو ہم اس کی حقارت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ سب کیا ہے؟ یہ سب کیا ہے؟

حضرت علامہ فریادلی طاہری و آخلاق
محکمہ چترامندی قبرستان روڈ گوجرانوہ ٹوبہ ٹیک سنگھ

